احساس دل

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد سعیدی ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

ریحانۃ الہند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ ابن جناب شبیر احمد صاحبؒ ۲۵/رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۳۷ء شنبہ کے دن اپنے گاؤں چوکیا، کھیتا سرائے ضلع جونپور (یوپی) میں پیدا ہوئے، والدہ ماجدہ کا سایہ ایسے وقت سر سے اٹھا، جب آپ صرف ۵/سال ۱۰/ماہ کے تھے (سرکار دوعالم صلی اللہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا جب وصال ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی تقریباً یہی تھی)۔

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی نانی کے پاس رہنے لگے، ایک دفعہ نانی اپنے لڑکے یعنی حضرت شیخ کے ماموں کی اس لئے پٹائی کررہی تھیں کہ وہ پڑھنے میں تساہل اور تغافل کررہے تھے، حضرت شیخ نے کم عمری کے باوجود اسی دوران نانی جان سے عرض کیا کہ میں بھی پڑھنے جاؤں گا، اس عرض وگزارش پر فوری عمل کیا گیا، زادِراہ تیار ہوا، کھانا پکا اور وہاں سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک مکتب کے لئے اپنے ماموں کے ساتھ روانہ ہوئے، کم عمری کی وجہ سے آپ تھک گئے تو ماموں نے جو خود بھی لڑکے تھے اور پڑھنے کے لئے جارہے تھے، اپنے کندھے پر اٹھالیا، جب تھک گئے تو اتار دیا اور اس طرح مکتب پہنچ گئے، حالات کچھ ایسے بنے کہ وہاں نہ پڑھ سکے اور پھر ایک دوسرے مکتب میں پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے، وہاں بغدادی قاعدہ پڑھا، آپ کے ماموں نے تعلیم ترک کردی تو آپ کا پڑھنا بھی موقوف ہوگیا، کچھ دن بعد ایک پرائمری اسکول آپ ہی کے گاؤں میں قائم ہوگیا تو آپ اس اسکول میں جانے لگے، درجہ دوم تک وہاں پڑھا پھر درجہ سوم کیلئے مانی کلاں کے ایک پرائمری اسکول میں داخل ہوئے۔

آپ کے والد ماجد سادہ مزاج، دیندار، پابند صوم وصلوۃ، پرانی وضع رکھنے والے، انگریزی دور سے شناسا اور انگریزیت کی زہرناکیوں سے واقف تھے، اس لئے آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنے جگر گوشہ کو ایسی تعلیم دلائی جائے جس کی بنیاد کفر پر ہو اور جس کا حاصل صرف مادیات کا حصول ہو، ہندی انھیں پسند نہیں تھی کیونکہ ہندی اسکولوں میں بھی کفر اور شرک کی بھرمار ہے، چنانچہ حضرت شیخ مدظلہٗ نے خود اپنا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک دن ایک ہندی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ ''طوطا رام رام کرتا ہے'' والد ماجد نے یہ سنا تو فرمایا کہ: ''بس بہت پڑھ لیا کتاب رکھ دو'' اور اس طرح آپ کی عصری تعلیم موقوف ہوگئی۔

ابتدائی دینی تعلیم فارسی سے سکندر نامہ تک علاقہ کے مکاتب میں حاصل کی، ابتدائی عربی سے مختصر المعانی، مقامات حریری، شرح وقایہ، نورالانوار تک کی تعلیم مدرسہ ضیاء العلوم مانی پور جون پور میں حاصل کی، اکثر کتابیں حضرت مولانا ضیاء الحقؒ سے، مولانا نور محمدؒ سے تعلیم الاسلام اور شرح جامی بحث اسم حضرت مولانا عبدالحلیمؒ ناظم مدرسہ ریاض العلوم گورینی سے پڑھیں۔

مظاہر کی خاموش تعلیم، یہاں کے اکابر واسلاف کی مشک بار تربیت، روح وروحانیت، اصلاح باطن، اذکار ومجاہدات، افکار وتخیلات، سادگی وقناعت، شرافت نفس اور تواضع وللّٰہیت کی نورانیت عالم میں اپنا شہرہ بلند کئے ہوئے تھی اور ہر خورد وکلاں یہ شعر گنگناتا تھا:

بڑا نام مشہور دارالعلوم ❁ پڑھائی میں اوّل مظاہر علوم

یہی وجہ ہے کہ اس عہد میں طلبہ اولاً یہیں داخلہ کی خواہش وکوشش

کرتے تھے،اس سلسلہ میں بہت سے واقعات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی ''آپ بیتی'' میں درج ہیں اور بعض واقعات ''پرانے چراغ'' سے بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ کے استاذ باکمال حضرت مولانا عبدالحلیمؒ خود اسی ادارہ کے فارغ وفاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے مسترشد تھے، اسلئے حضرت والا کے مزاج اور طبیعت میں ''مظاہر'' سمایا ہوا تھا، چنانچہ ۱۵رشوال ۱۳۷۷ھ ۵رمئی ۱۹۵۸ء دوشنبہ کو آپ استاذ محترم کے اشارہ پر مظاہر علوم فروکش ہوئے، دفتر کی جانب سے داخلہ امتحان کیلئے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفرحسینؒ کا نام نامی اسم گرامی تجویز ہوا اور حضرت موصوف نے حضرت مفتی صاحبؒ کو مختصر المعانی،شرح وقایہ،قطبی،مقامات حریری، نورالانوار کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی، ۱۳۷۸ھ آپ کا یہاں پہلا سال تھا،امسال آپ نے جلالین، ہدایہ اولین،میبذی اور سراجی وغیرہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔

اگلے سال ۱۳۷۹ھ میں بیضاوی شریف،میر قطبی،ہدایہ ثالث ، مشکوۃ،مقدمہ مشکوۃ،شرح نخبۃ الفکر،سلم العلوم اور مدارک پڑھیں۔

۱۳۸۰ھ میں بخاری شریف،مسلم شریف،ترمذی شریف،طحاوی شریف،نسائی شریف،ابوداؤدشریف،ابن ماجہ شریف، مؤطاامام محمدؒ، مؤطاامام مالکؒ اور شمائل ترمذی پڑھ کر پوری جماعت میں امتیازی نمبرات سے کامیاب حاصل کی، یہاں اس وقت اعلیٰ نمبرات ۲۰رتھے، آپ نے نہ صرف یہ کہ متعدد کتابوں میں ۲۱-۲۱ رنمبرات حاصل کئے بلکہ بعض کتابوں میں ۲۱½ رنمبرات ملے اور مجموعی طور پر بھی آپ کے نمبرات پوری جماعت میں سب سے زیادہ تھے،اس طرح آپ اپنے ساتھیوں میں شروع ہی سے ممتاز اور برتر قرار پائے۔

آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے،ابوداؤد شریف حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ ناظم مدرسہ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خانؒ سے اور ترمذی ونسائی حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ سے پڑھیں۔

دورۂ حدیث شریف کے رفقاء میں حضرت مولانا سید محمد عاقل سہارنپوری مدظلہ،حضرت مولانا شجاع الدین حیدرآبادی،حضرت مولانا اجتباء الحسن کاندھلوی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

زمانۂ طالب علمی میں فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفرحسینؒ نے آپ کی سرپرستی فرمائی،شفقت وکرم کا وہ معاملہ جو ایک باپ اپنے بیٹے کیساتھ رکھتا ہے، حضرت مفتی صاحبؒ نے آپ کے ساتھ فرمایا جس کا تذکرہ خود حضرت شیخ مدظلہٗ کبھی کبھی خصوصی مجلسوں میں بھی فرماتے رہتے تھے۔

فراغت کے بعد بھی آپ کے تقرر وترقی میں حضرت مفتی صاحبؒ کی شفقتیں اور نوازشیں شامل رہیں، چنانچہ مدرسہ کا قدیم ریکارڈ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث ۱۳۸۱ھ کو بمشاہرہ ۷روپے عارضی معین مدرس مقرر ہوئے، یکم ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کو مستقل استاذ ہوگئے اور یکم شوال ۱۳۸۴ھ کو بمشاہرہ ساٹھ روپے مدرس وسطیٰ تجویز کئے گئے۔

محترم مولانا محمد ایوب مظاہری سورتی حفظہ اللہ (ابن جناب قاری بندہ الٰہی میرٹھی) لکھتے ہیں: ''جن چار اساتذۂ حدیث کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا اور دورہ کی تمام کتابیں پڑھیں، اگلے چار برسوں میں ان میں سے دو اساتذہ جوارِ رحمت میں پہنچ گئے، یعنی حضرت مولانا امیر احمد صاحب اور حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ اور دو اساتذہ حدیث یعنی حضرت مولانا شیخ زکریا اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نے اپنے ضعف وپیری اور عوارض وامراض کی وجہ سے ترک تدریس کا فیصلہ کرلیا بالخصوص حضرت شیخ زکریاؒ کے قلب میں تو عشق ومحبت کی وہ چنگاریاں دبی ہوئی تھیں جو ان کو حرمین شریفین کے قیام وہجرت پر مجبور کررہی تھیں (اگر چہ شیخ الحدیث صاحب کے نواسے نے اپنی ایک تحریر میں حضرت کی مدینہ ہجرت کا مبنیٰ بعض تلامذہ کی جانب سے پیش آنے والی تکالیف کو قرار دیا ہے،

فیاأسفی علی خفة عقله مگران دونوں حضرات کے سامنے اپنے اکابر و بزرگوں کے لگائے ہوئے پودے ''مظاہرعلوم'' کی فکر تھی کہ کہیں مخالف وتند ہواؤں میں اس پر کوئی آنچ نہ آئے، اس لئے اس کی آبیاری اور بنیاد کے مضبوط رکھنے کی فکر اپنے قیام سے زیادہ تھی۔ (الیواقیت الغالیة فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیة ص:۱/ ۱۷)

یہ وہ زمانہ ہے جب تقریباً تمام پرانے چراغ گل ہو چکے تھے، شجرہائے سایہ دار مرجھا چکے تھے، شگفتہ پھول کمہلا گئے تھے صرف دو اہم شخصیات باقی تھیں جو خود بھی چراغ سحر تھیں تاہم ان کے دل کی ہر دھڑکن مظاہرعلوم تھا، ان کا ہر سانس ادارہ کا تحفظ وتشخص تھا، ان کی آہ سحر گاہی کا مرکز ومحور مظاہر تھا، ایک عشق رسول میں مدینة النبی جانے کیلئے بے قرار تو دوسرا عشق الٰہی میں حضورِ رب کے لئے تیار اور اِدھر مظاہر جس کا ماضی نہایت شاندار لیکن مستقبل موہوم ومدھم یہ سوچ کر ان دونوں حضرات نے طے کیا کہ ناممکن ہے کہ ملت اسلامیہ بانجھ ہوجائے، ایسا نہیں ہوسکتا کہ مظاہر جیسا شجر سایہ دار خشک ہوکر قصۂ پارینہ بن جائے، چنانچہ مولانا محمد ایوب مدظلہٗ آگے لکھتے ہیں:

''کسی بھی ادارہ میں دو منصب اہم ہوتے ہیں ایک ناظم ومہتمم کا اور ایک شیخ الحدیث کا اور ان دونوں اکابر کے سامنے یہ منصب اس کے اہل کو سپرد کرنے کی فکر اور اس کا داعیہ تھا، اسلئے کہ وعید نبوی بھی ہے: ''اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلیٰ غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ'' چنانچہ مناسبت واستعداد کو دیکھ کر حضرت اقدس مولانا مفتی مظفرحسین صاحبؒ کو ناظم مدرسہ کیلئے اور حضرت الاستاذ مولانا محمد یونس صاحب کو شیخ الحدیث کیلئے رفتہ رفتہ تیار کیا اور جب جس کا موقع آیا اس کو وہ منصب سپرد کردیا گیا''۔ (الیواقیت: صفحہ ۱/ ۱۷)

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے طے کیا کہ ان دونوں مسندوں کے لئے دو افراد ایسے تیار کئے جائیں جو اپنے اپنے مقام پر مکمل ہوں، چنانچہ نظام مدرسہ کیلئے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جائے جو تدبیر وتدبر، حالات وشوؤن سے آگہی، واقعات وپس منظر سے واقفیت، روایات وتعامل کی معلومات، احکامِ وقفیہ کے نتائج وثمرات، فتن وفتنہ پردازوں کی سرکوبی کا ہنر رکھتا ہو، از میزان تا بخاری پڑھانے کا فن اپنے اندر سموئے ہوئے ہو، علو نسبت، صلاحیت وصالحیت، تقویٰ ودیانت اور امانت جیسی خوبیوں سے مرصع ہو تو مسند حدیث کیلئے امہات کتب کے علاوہ محدثین وفقہاء کے حالات، مختلف علوم وفنون پر دسترس، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے تمام متبعین کے دلائل وبراہین پر نظر، فقہ حنفی کا اثبات، زہد وقناعت، عبادت وریاضت، خاکساری ومسکنت، تواضع وفروتنی، مآخذ ومظان پر عبور کامل، دیگر مسالک وممالک کے علماء وصلحاء اور ماہرین کے تذکار سے روشناس ہو اور سب کی ابحاث پڑھنے، بتانے اور سنانے کے بعد اپنے مسلک ومشرب کی شاندار تشریح وتوضیح وغیرہ بنیادی مسائل ومعاملات پر مکمل گرفت رکھتا ہو۔

مجھے یہ کہنے اور لکھنے میں کوئی تأمل یا تردد نہیں کہ اکابر کا یہ انتخاب لاجواب تابناک اور روشن مستقبل کی ضمانت ثابت ہوا، حضرت مفتی مظفرحسینؒ جیسے بالغ نظر مفکر ومدبر اور صالح انسان کا مظاہر جیسی باوقار درسگاہ کے منصب نظامت پر فائز ہونا مشیت الٰہی تھا تو دوسری طرف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونسؒ کا مسند حدیث کے لئے انتخاب بلاشبہ عنایت الٰہی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے تشریف لائے، مدرسہ کی عمارت دارالطلبہ جدید کی مسجد میں خطاب کے دوران فرمایا کہ میں نے تین دعائیں کی تھیں، ان میں سے دو دُعائیں قبول ہوگئی ہیں۔

(۱) مدرسہ کو اس کے شایان شان ناظم مل جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی اور ''مفتی مظفر'' جیسا عالم اس ادارہ کا ناظم بنا۔

(۲) دوسری دعا میں نے یہ کی تھی کہ میرے شیخ حضرت مولانا خلیل احمدؒ کی ''بذل المجہوذ'' شائع ہوجائے، الحمدللہ وہ بھی شائع ہوگئی۔

(۳) تیسری دعا میں نے یہ کی تھی میرا انتقال مدینہ پاک میں

ہوجائے، آپ حضرات بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، الحمدللہ باری تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی یہ دعا بھی قبول فرمالی اور جنت البقیع میں جگہ ملی۔

بہرحال حضرت مولانا محمد یونسؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی جانشینی کے لئے انتخاب محض عنایت الٰہی ہے، چنانچہ ۱۳۸۴ھ میں جب آپ کے استاذ حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ کا وصال ہوگیا تو آپ استاذ حدیث بنائے گئے، پوری تفصیل حضرت والا مدظلہٗ کے قلم سے آپ بھی پڑھتے چلیں۔

’’ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ میں حضرت استاذی مولانا امیر احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے انتقال ہوجانے کی وجہ سے مشکوٰۃ شریف استاذی مفتی مظفر حسین ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے یہاں سے منتقل ہوکر آئی جو ’’باب الکبائر‘‘ سے پڑھائی پھر آئندہ سال شوال ۱۳۸۵ھ میں مختصر المعانی، قطبی، شرح وقایہ، مشکوٰۃ شریف مکمل پڑھائی اور شوال ۱۳۸۶ھ میں ابوداؤد شریف، نسائی شریف، نورالانوار زیرتعلیم رہیں اور شوال ۱۳۸۷ھ سے مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مؤطین زیر درس رہیں، اس کے بعد شوال ۱۳۸۸ھ میں بخاری شریف و مسلم شریف وہدایہ ثالث پڑھائی‘‘۔(الیواقیت الغالیہ صفحہ ۱۹/ ۲۰)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے حضرت شیخ مدظلہٗ کے پہلے سال کی تدریس بخاری و مسلسلات کا ذکر خیر اپنی ناموار البیلی کتاب ’’آپ بیتی‘‘ میں بھی کیا ہے۔

حضرت شیخ مولانا محمد یونس علیہ الرحمہ کی تدریس بخاری کا سلسلہ الحمدللہ بہت جلد علماء وخواص میں مقبول ہوتا چلا گیا، جب بخاری شریف کی تکمیل کا موقع ہوتا تو عوام وخواص کی حالت دیدنی ہوتی تھی، خود حضرت والا کو اگر معلوم ہوجاتا کہ حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ کی آمد ان دنوں میں متوقع ہے تو بخاری کی ایک دو حدیث روک لیتے تاکہ حضرت شیخ الحدیث کاندھلویؒ سے ختم بخاری کرایا جائے، چنانچہ خود حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ ایک جگہ اپنی ’’آپ بیتی‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’سہارنپور واپسی پر معلوم ہوا کہ مولانا یونس صاحب نے بخاری کا ختم روک رکھا ہے، اس لئے حسبِ سابق دوشنبہ کی صبح کو ساڑھے نو بجے زکریا اور ناظم صاحب بھی پہنچ گئے، معلوم ہوا کہ ایک حدیث روک رکھی ہے، عبارت تو خود مولانا نے پڑھی، دعاء کے بعد زکریا اور ناظم صاحب تو واپس آگئے، اس کے بعد مولوی یونس صاحب نے سبق ختم کرایا، دعاء مولوی وقار صاحب نے کرائی اور اس کے بعد ناظم صاحب نے طلباء کو کچھ نصیحتیں فرمائیں (آپ بیتی: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ) معلوم ہوا کہ ختم بخاری کا یہ شاندار اور جاندار سلسلہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اور دیرینہ روایت ہے چنانچہ ایک اور موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ ’’۱۲/اگست ۷۵ء ۳/شعبان ۹۵ھ بخاری شریف کا ختم ہوا، اول ’’مسلسل بالأولیۃ‘‘ کی حدیث پڑھی گئی، اس کے بعد مولوی یونس نے بخاری کی آخری حدیث پڑھی، متن دونوں کا زکریا نے پڑھا، اس کے بعد کھانا کھایا‘‘۔(آپ بیتی)

الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ کے جامع رقم طراز ہیں: ’’آپ کی علمی عظمتوں اور تدریسی صلاحیتوں کا اکابر نے اعتراف کیا بالخصوص آپ کے شیخ ومرشد محدث وقت حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم المہاجر المدنی نے آپ کو اس طرح حدیث شریف کے لئے تیار کیا جس طرح حضرت شیخ کو ان کے شیخ واستاذ حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی نے تیار کیا تھا‘‘۔(الیواقیت صفحہ: ۱/ ۱۶)

حضرت شیخ مہاجر مدنیؒ کو حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی صلاحیتوں کا خوب اندازہ تھا جس کی ترجمان حضرت والاؒ کی یہ تحریر انیق ہے: ؎

ابھی کمسن ہیں وہ کیا عشق کی باتیں جانیں
عرضِ حال دلِ بیتاب کو شکوہ سمجھے

ابھی تدریس دورہ کا پہلا سال ہے اور اس سیہ کار کو تدریسِ دورہ کا اکتالیسواں سال ہے اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے، اللہ

تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے اور مبارک مشغلوں میں تادیر رکھے جب سینتالیس پر پہنچ جاؤ گے توان شاء اللہ مجھ سے آگے ہوگے۔ فقط

(نوٹ: اس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب میں رکھیں، چالیس سال کے بعد پڑھیں)

حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ کو والد ماجد حضرت مولانا اطہر حسینؒ سے قلبی لگاؤ اور دوستانہ تعلق تھا، بارہا حضرت شیخ مدظلہٗ غربت کدہ پر والد صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے اور دیر تک دونوں بزرگ محو گفتگو رہتے، کئی بار گھر کی معمولی سی دہلیز میں کپڑا بچھا دیا جاتا اور حضرت شیخ اس پر تشریف فرما ہو کر ناشتہ کرتے۔

جناب بھائی علاؤ الدین صاحب سیفی محلہ یحییٰ شاہ پکا باغ سہارنپور اکابر کے منظورِ نظر اور اہل مظاہر کے خاص اہل تعلق میں تھے، اکثر ان کے یہاں دعوت ہوتی، جس میں اکثر علماء مظاہر تشریف فرما ہوتے، فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ، والد محترم حضرت مولانا اطہر حسینؒ حضرت مولانا محمد یامین صاحبؒ، حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ، مولانا بشیر احمد صاحبؒ اور مولانا انیس صاحب دیوبندی بالخصوص اس دعوت کے شرکاء ہوتے اور مولانا انیس احمد مرحوم سے اکثر مزاح بھی ہوتا جو بڑا دلچسپ اور کیف افزا منظر پیش کرتا۔

یہ بزرگانِ دین کھانے پینے میں بڑے محتاط اور ورع وتقویٰ کے خوگر تھے، اس لئے دعوت کے سلسلہ میں بہت محتاط واقع ہوئے تھے، کسی کی دعوت جلد قبول نہ فرماتے اگر تحقیق کے بعد حلال کا یقین ہو جاتا تو دعوت قبول کرنے میں سنت نبوی پر عمل پیرا ہوتے اور معمولی آدمی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے اور اہتمام کے ساتھ اس میں شرکت فرماتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کبھی کبھی والد ماجد حضرت مولانا اطہر حسینؒ سے خوابوں کی تعبیر بھی معلوم کرتے اور والد صاحب کی بتائی ہوئی تعبیر کو دوسرے معبرین کی تعبیر پر ترجیح دیتے اور ان کے علم وتقویٰ کی بھی قدر فرماتے، ہر دو بزرگوں کے درمیان دیرینہ مخلصانہ ربط وتعلق برقرار رہا، دونوں ہی علم وعمل اور تقویٰ وطہارت میں آفتاب وماہتاب رہے۔

مولانا محمد ایوب صاحب نے حضرت والا کی درسی خصوصیات پر جن تاثرات کا اظہار کیا ہے وہ بلا مبالغہ مبنی برحقیقت ہیں: ''ہمارے حضرت الاستاذ کے درس حدیث میں ہم نے وہ پایا جو اور جگہوں پر نظر نہیں آیا، بخاری شریف کا درس کیا ہوتا ہے ایک بحر ناپیدا کنار، محدثین ومتکلمین، مفسرین وشراح کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کے ناموں کی ایک فہرست ذہن نارسا میں نقش ہوتی جاتی ہے، رواۃ پر سیر حاصل کلام اور کوئی قول بغیر حوالہ کے نہیں اور کوئی حوالہ نقل در نقل نہیں بلکہ اصل تک پہنچنے کی کامیاب کوشش ہوتی ہے، شرح حدیث اقوال ائمہ، دلائل طرفین اور ان میں موازنہ وجہ ترجیح وغیرہ سب کچھ ہی بیان ہوتا گویا فتح الباری وعینی، قسطلانی وکرمانی سب ہی کا خلاصہ اور لب لباب ہمارے سامنے ہوتا، اس طرز تدریس کا فائدہ یہ ہوا کہ پڑھنے والوں میں ذوق تحقیق پیدا ہوا، لکھنے پڑھنے کا ایک ڈھنگ آ گیا اس وقت بے شمار مدارس عربیہ میں شیخ الحدیث اور اساتذۂ حدیث حضرت الاستاذ ہی کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں جو پورے شرح وبسط اور اطمینان ووثوق کے ساتھ حدیث وعلوم حدیث کے نکات بیان کر رہے ہیں''۔ (الیواقیت صفحہ: ۱/ ۱۸)

آپ بچپن ہی سے نیک وصالح ہیں تقویٰ وطہارت آپ کی سرشت میں داخل ہے اور نظافت ونفاست آپ کا شعار ودثار رہے، اس لئے آپ شروع ہی سے حضرات اساتذہ کی دعاؤں کا خصوصی مرکز اور ان کی توجہات وعنایات کا ہمیشہ محور رہے، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے آپ کو بیعت فرمایا تو ۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ نے اجازت وخلافت عطا فرمائی اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین نور اللہ مرقدہٗ گویا باپ کے درجہ میں رہے اور آپ کی ہر ممکن راحت کا خیال فرماتے رہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ سے خلافت ملنے کا واقعہ خود حضرت والا کی زبانی سنتے چلئے: ''حضرت اقدس مولانا محمد اسعد اللہ

صاحب سابق ناظم اعلی مدرسہ مظاہر علوم نے بروز پنجشنبہ ۵؍محرم الحرام ۱۳۹۶ھ میں ظہر کے بعد اجازت مرحمت فرمائی جس کا ازخود شہرہ ہوگیا، چونکہ احقر کا بیعت کا تعلق حضرت قطب العالم شیخ الحدیث کاندھلویؒ ثم المہاجر المدنی نوراللہ مرقدہ سے تھا اسلئے حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بعد بھی اپنے حضرت نوراللہ مرقدہ سے ہی تربیت کا تعلق رہا اور بحمداللہ بالکل کبھی اجازت کا کوئی خیال بھی نہیں آتا تھا گو اہل اللہ کے ارشاد کی دل میں قدر تھی اور ہے''۔

اسی سال ۵؍ذی قعدہ کو حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی مجلس میں حسب معمول حاضر تھے، حضرتؒ نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ ''میرا ارادہ تین چار سال سے تجھے اجازت دینے کا ہے؛ لیکن تیرے اندر تکبر ہے''۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں خاموش رہا اور الحمدللہ حضرت کے کہنے پر طبیعت پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوا، اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت والا کو حضرت ناظم صاحب کی اجازت کا علم ہوگیا ہوگا؟ فرمایا کہ ''ہاں''میں نے عرض کیا کہ حضرت! میری سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت ناظم صاحب نے کیوں اجازت دی؟ حضرتؒ نے اس پر کیا ارشاد فرمایا یاد نہیں رہا پھر فرمایا کہ ''تجھے میری طرف سے اجازت ہے'' اس طرح حضرت شیخ نسبت تھانوی ورشیدی دونوں کے جامع ہوگئے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی سعادت اور خوش نصیبی کی معراج یہ ہے کہ تقریباً پچاس سال سے حدیث نبوی کی خدمت کرتے رہے، اس طویل عرصہ میں فضلاء مظاہر کی وہ تعداد جنہوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے وہ ہزار ہا ہزار ہیں جن میں سے بعض تو مرکزی اداروں میں شیوخ حدیث اور بعض دیگر اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

حدیث کی خدمت اور احادیث کے سلسلہ میں آپ کی معلومات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے جس کا اندازہ صرف اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا بھی بعض علمی سوالات آپ سے کرتے تھے، حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ بلیاویؒ اور خدا جانے کتنے اعاظم رجال نے تحقیقی سلسلہ میں آپ سے رجوع کیا ہے گویا آپ معرفت متون حدیث واسماء رجال کی شناخت بن چکے ہیں اور مظاہر کا وہ تفوق جو اس کو حدیث کے سلسلہ میں حاصل ہے، آپ نے اس کو تمام اقدار وروایات کے ساتھ برقرار رکھا ہوا ہے۔

ایک محدث کے لئے جو شرائط ہوسکتی ہیں حضرت والا کے اندر بحمداللہ وہ تمام شرائط اور صفات ومیزات بدرجہ اتم موجود تھیں، احوال زمانہ پر اطلاع جو ایک عالم دین کیلئے انتہائی ضروری ہے، حضرت شیخ کو وافر مقدار میں حاصل ہے، حیرت ہوتی ہے کہ ایک گوشہ نشین، زاہد وقانع، اور مستغنی شخص کتب حدیث وتفسیر اور اس کے متعلقہ علوم وفنون پر کامل دسترس کے علاوہ مختلف ملکوں کے حالات، ماحول اور وہاں کی اقدار وروایات اور تحریکات تک سے واقف ہے، چنانچہ اس کی صرف دو مثالیں تحریر ہیں۔

''سری لنکا'' کے ایک شیخ الحدیث بغرض حصول اجازت حدیث حاضر خدمت ہوئے، حضرت والا نے ایک حدیث کی تلاوت فرما کر اجازت عنایت فرمائی، اس کے بعد سری لنکا کی شخصیات و حالات، مزاج، رہن سہن، بود وباش پر بھی گفتگو فرمائی۔

''ملیشیا'' کے ایک محدث حاضر خدمت ہوئے ان کو اجازت حدیث عطا فرمائی پھر وہاں کی تحریکات، مذاق ومعیار، شخصیات، جغرافیائی کیفیات اور حالات کا اس طرح تجزیہ کیا جیسے وہ نگاہ کے سامنے ہوں، مجلس میں بیٹھنے والے متحیر تھے کہ ایک گوشہ نشیں پوری دنیا کے حالات پر کس طرح نظر رکھتا ہے''۔ (الیواقیت صفحہ:۱/۱۸)

تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی آپ مثالی شخصیت کے حامل ہیں، مدرسہ کے خلفشار کے بعد سے آپ نے تنخواہ لینا ترک فرمادیا، آپ الحمدللہ ملک وبیرون ملک کے اسفار کے علاوہ حج وزیارت کی سعادت سے کم وبیش ہر سال مشرف ہوتے رہتے تھے۔

ملی ہمدردی وخیر خواہی کے سلسلہ میں آپ کے بے شمار واقعات ہیں، چنانچہ دو سال پہلے مظفر نگر فسادات میں سیکڑوں مسلمان شہید اور

ہزاروں افراد بے گھر ہوگئے تھے، مدرسہ نے مصیبت زدگان کے لئے اہل خیر سے تعاون کی اپیل کی، فسادزدہ لوگوں تک براہ راست امدادی سامان پہنچانے کا نظام بنایا گیا، سہارنپور کے غیور، باہمت وباحمیت مسلمان جوالحمدللہ مدرسہ کی ہرآواز پراٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس موقع پر بھی انہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کیا، مہمان خانے کے کشادہ ہال اور وسیع صحن سازوسامان سے بھر گئے، کتنی ہی مرتبہ بڑے بڑے ٹرکوں کے ذریعہ مدرسہ کے عملہ کو وہاں بھیج کر سامان تقسیم کرایا گیا، جب یہ خبر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس علیہ الرحمہ تک کشاں کشاں پہنچی تو حضرت والا نے اپنا تمام نیا پرانا سامان یہاں بھجوانے کے علاوہ فسادزدگان کیلئے خطیر رقم بھی ارسال فرمائی، اسی طرح دوران سفر حضرت والا کو جو ہدایا اور تحائف ملتے ہیں وہ کتنے ہی اہمیت کے حامل کیوں نہ ہوں، مختلف مدارس میں تقسیم فرمانے کا معمول ہے جو خداداد جود وسخا کا رہین منت ہے۔

ملک وبیرون ملک کے مختلف علماء کبار نے آپ سے وقتاً فوقتاً جو علمی سوالات کئے اور آپ نے ان کے محققانہ جوابات تحریر فرمائے وہ تمام جوابات کاپیوں کی شکل میں محفوظ تھے، اللہ تعالیٰ نے بعض اہل علم کو اس کی توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے ان علمی شہ پاروں کو یکجا مرتب ومدون کرکے شائع کردیا ہے، چنانچہ جناب مولانا محمد ایوب سورتی کی کوششوں سے یہ بیش قیمت مجموعہ ''الیواقیت الغالیہ فی تخریج احادیث العالیہ'' کے نام سے کئی جلدوں میں شائع ہوچکا ہے اور بعض اہل علم کی کوششوں سے فن کے اعتبار سے الگ الگ اجزاء شائع ہورہے ہیں اس سلسلہ میں ''نوادرالحدیث'' کے نام سے ایک جزء بھی شائع ہوچکا ہے، اس کے علاوہ کئی مفید تالیفات اور تقاریر شائع ہوچکی ہیں جن میں ''تخریج احادیث مجموعہ چہل حدیث'' ''فیوض سبحانی''، وغیرہ منظر عام پر آچکی ہیں۔

بہت سے علمی شہ پارے ہنوز پردۂ خفا میں ہیں جن میں سے مقدمہ ہدایہ، سوانح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، مقدمہ بخاری، الیواقیت واللآلی، جزء حیات الانبیاء، تخریج احادیث اصول الشاشی، مقدمہ مشکوۃ، مقدمہ ابوداؤد، جزء معراج، جزء المحراب، جزء رفع الیدین، جزء قراءت، ارشاد القاصد الی ماتکرر فی البخاری واسناد واحد، قابل ذکر ہیں، تعلیم وتعلم کے بابرکت سلسلہ کے علاوہ بیعت وارشاد کا مبارک سلسلہ بھی جاری تھا اور ملک وبیرون ملک کی بعض اہم مقتدر شخصیات آپ کے ذریعہ سلوک کی منزلیں طے کررہی تھیں، خلفاء ومجازین کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔

راقم الحروف کو بھی حضرت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا شرف حاصل رہا اور حضرت سے غیر معمولی استفادہ کا موقع ملا ہے، طبعی طور پر حضرت سے زمانہ طالب علمی سے ہی مناسبت رہی، احقر کو حدیث شریف سے شغف اور اس سے مناسبت درحقیقت فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اطہر حسینؒ کی توجہات سامیہ کے علاوہ حضرت شیخ کے تلمذ اور ان سے استفادہ کا ہی نتیجہ ہے، طبعی مناسبت اور قلبی انسیت کا ثمرہ ہے کہ ہفتہ عشرہ میں عموماً زیارت منامی حاصل ہوتی رہتی ہے، بعض منامات میں حضرت کے احوال رفیعہ سے آگاہی کا حصول بھی اسی مناسبت کا نتیجہ ہے، گذشتہ سالوں میں حضرت علالت کے دوران جب مدینہ منورہ زیر علاج تھے، لوگوں پر مایوسی طاری تھی اور حضرت کی مزید حیات کی بظاہر کوئی امید نہ تھی، اس وقت احقر کو دعا کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور اسی ضمن میں منجانب اللہ یہ بشارت مل گئی کہ ابھی حضرت والا بقید حیات رہ کر مزید خدمت حدیث کا مبارک مشغلہ جاری رکھیں گے۔

افسوس کہ آسمان علم وہدایت کا یہ نیر تاباں آج ۱۷رشوال المکرّم ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱رجولائی ۲۰۱۷ء بروز سہ شنبہ میڈی گرام ہسپتال سہارنپور میں ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا۔

چراغ لاکھ ہیں لیکن کسی کے بجھتے ہی
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

❁❁❁